سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضی اللہ عنہم

طالب الہاشمی

حضرت جارود بن عمرو عبدی رضی اللہ عنہ

حضرت جارود بن عمرو عبدیؓ

①

۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد سرورِ عالم ﷺ نے اردگرد کے بادشاہوں اور رئیسوں کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے تو ایک خط منذر بن ساویٰ والیِ بحرین کو بھی لکھا اور حضرت علاء بن عبداللہ حضرمیؓ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ منذر پر اس خط کا بہت اچھا اثر پڑا اور وہ شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اہل بحرین کی ایک بڑی تعداد بھی سعادت اندوزِ اسلام ہو گئی۔ عرب کا مشہور قبیلہ عبدالقیس بحرین ہی میں آباد تھا۔ یہ قبیلہ مدت سے نصرانیت قبول کر چکا تھا۔ بحرین میں اسلام کے قدم آئے تو اس قبیلہ کے کچھ لوگ تو مسلمان ہو گئے لیکن باقی اپنے مذہب پر قائم رہے۔

۸ ہجری میں مکہ پر پرچمِ اسلام بلند ہوا تو دشمنانِ اسلام پر ہیبتِ حق طاری ہو گئی اور عرب کے کونے کونے سے مختلف قبائل کے وفود اظہارِ اطاعت کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے لگے۔ ۹ھ یا ۱۰ھ میں قبیلہ عبدالقیس کے عیسائیوں نے بھی اپنا ایک وفد مدینہ منوّرہ بھیجا۔ بہ قول ابنِ سعدؒ یہ وفد بیس آدمیوں پر اور بہ قول حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ چالیس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ وفد بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوا تو اس کے سردار نے آگے بڑھ کر عرض کیا:

> ''اے محمد (ﷺ)! میں پہلے ہی ایک آسمانی دین نصرانیت کا پابند ہوں۔ اب آپ کے دین کے لیے اپنے دین کو چھوڑنے والا ہوں۔ کیا میرے تبدیلِ دین سے آپ میری نجات کے ضامن ہوں گے؟''

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

''ہاں میں ضامن ہوں۔ اسلام تمھارے دین سے بہتر ہے۔''

حضورؐ کا ارشاد سن کر رئیسِ وفد فوراً کلمۂ توحید پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی دوسرے اراکینِ وفد نے بھی ایمان قبول کر لیا۔ حضورؐ کو ان کے قبولِ اسلام پر بڑی مسرت ہوئی اور آپؐ نے ان کی بڑی عزت و توقیر کی۔ وفدِ عبدالقیس کے یہ سردار جن کو خود ساقیِ کوثر ﷺ نے نجات کی ضمانت دی اور جن کے قبولِ اسلام سے آپؐ بے حد مسرور ہوئے، حضرت جارود بن عمروؓ تھے۔

(۲)

حضرت جارود بن عمروؓ کا شمار اہلِ کتاب صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ اہلِ کتاب صحابہؓ سے وہ اصحابِ رسولؐ مراد ہیں جو قبولِ اسلام سے پہلے یہودی یا نصرانی تھے۔ حضرت جارودؓ کا اصل نام بشر تھا اور کنیت ابومنذر رکھی۔ جارود ان کا لقب تھا۔ اس لقب نے اتنی شہرت پائی کہ اصل نام لوگ بھول گئے۔ کتبِ سِیَر میں ان کا نسب نامہ صرف اتنا ہی درج ہے:

بشر (جارودؓ) بن عمرو بن معلّٰی عبدی۔

بعض روایتوں میں حضرت جارودؓ کے والد کا نام حنش اور بعض میں ''العلاء'' بھی آیا ہے، شاید یہ ان کے والد کے لقب ہوں۔

حضرت جارودؓ قبیلہ عبدالقیس کے نہایت ذی اثر اور سربرآوردہ رؤسا میں سے تھے۔ وہ نہایت بہادر اور مہم جُو آدمی تھے۔ قبولِ اسلام سے پہلے ایک دفعہ انھوں نے قبیلہ بکر بن وائل پر چھاپہ مارا اور اس کے تمام مویشی اور مال و اسباب حتیٰ کہ سوئی سلائی تک لوٹ کر لے گئے۔ ''جرد'' کے معنی ''بے برگ و بار'' کے ہیں اس لیے جارود ان کا لقب پڑ گیا۔ یہ واقعہ اتنا مشہور ہوا کہ بنوعبدالقیس کے لیے مایۂ افتخار بن گیا اور شعراء اپنے کلام میں حضرت جارودؓ کا نام ایک ہیرو کے طور پر پیش کرنے لگے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے:

فدسناهم بالخيل من كل جانب
كما جرّد الجارود بكر بن وائل

یعنی ہم نے ہر طرف سے دشمن کو اپنے لشکر کے ذریعہ پامال کر ڈالا جس طرح کہ جارود نے بکر بن وائل کو صاف کر ڈالا تھا۔

حضرت جارودؓ کے قبولِ اسلام کے بارے میں جو روایت اوپر بیان کی گئی ہے یہ سیرۃ ابنِ ہشام سے ماخوذ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا:

''جارود تم نے اور تمھاری قوم نے آنے میں بہت دیر کی۔''

حضرت جارودؓ نے ندامت کا اظہار کیا اور عرض کی ''یا رسول اللہ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ میں نے انجیل میں آپ کی صفات پڑھی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے آنے کی بشارت دی ہے۔''

پھر انھوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ اپنا دستِ مبارک تو پھیلائیں۔''

حضورؐ نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھایا تو حضرت جارودؓ نے لپک کر اس کو تھام لیا اور کلمۂ توحید پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ (تاریخ ابنِ عساکر)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جارودؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور انھیں انجیل پر بھی عبور حاصل تھا۔ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے ''اِصابہ'' میں لکھا ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد انھوں نے بارگاہِ نبوی میں یہ اشعار ہدیۂ عقیدت کے طور پر پیش کیے:

(۱) ـــــ شهدت بان اللّٰه حق وسامحت
بنات فوادی بالشهادة والنهضی

(۲) ـــــ فابلغ رسول اللّٰه انی رسالة
بانی حنیف حیث کنت من الارض

(۳) ـــــ واجعل لنفسی دون کل ملمة
لکم جنة من عرضکم عرضی

(۴) ـــــ قال لم تکن و اری بیشرب فیکم
فانی لکم عند الاقامة والخفض

(۱) میں نے شہادت دی کہ اللہ حق ہے اور میرے جذبات نے بھی اس شہادت اور عمل میں میرا ساتھ دیا۔
(۲) میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میں زمین کے جس حصے میں بھی رہوں گا دینِ حنیف پر قائم رہوں گا۔
(۳) ہر مصیبت کے وقت میں اپنی جان پیش کر دوں گا۔
اے مسلمانو میری عزت تمھاری عزت کے لیے ڈھال ہے۔
(۴) اگر چہ میرا مستقل قیام یثرب میں نہیں ہے مگر میں اس عارضی اقامت میں بھی تمھارا ہی ہوں۔

شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہونے کے بعد حضرت جارودؓ اور ان کے ساتھیوں نے کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ پھر انھوں نے وطن جانے کے لیے رختِ سفر باندھا۔

حافظ ابنِ قیمؒ نے ''زاد المعاد'' میں لکھا ہے کہ چلنے سے پہلے انھوں نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کی:

''یارسول اللہ ہماری کفالت کے لیے کچھ عنایت فرمائیے۔
حضورؐ نے فرمایا: ''اس وقت بیت المال خالی ہے۔''

انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ہمارے علاقے میں لاوارث اونٹ مارے مارے پھرتے ہیں کیا ان پر مالکانہ قبضہ جائز ہے؟

ارشاد ہوا: ''لاوارث اونٹ پر مالکانہ قبضہ دوزخ کی آگ کا مستحق ٹھہرا دیتا ہے۔''

ابنِ ہشامؒ کا بیان ہے کہ مدینہ سے چلتے وقت حضرت جارودؓ نے سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارے وفد کے لیے سواریوں کا انتظام کیا جائے۔ اس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ ان لوگوں کے لیے سواریوں کا بندوبست نہ ہو سکا۔ اس پر حضرت جارودؓ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ہمیں راستے میں دوسروں کی بہت سی سواریاں ملیں گی (آوارہ اونٹ ملیں گے) کیا ان کو پکڑ کر سوار ہونے کی اجازت ہے؟''
حضورؐ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں۔ انھیں آگ سمجھو آگ۔''

غرض حضرت جارودؓ نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہو کر وطن واپس گئے۔

(۳)

سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ ابھی وہ اچھی طرح حالات کا جائزہ بھی نہ لینے پائے تھے کہ سارے عرب میں فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ قریشِ مکہ، مہاجرین وانصارِ مدینہ اور بنوثقیف کے سوا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جو اس فتنے سے تھوڑا بہت متاثّر نہ ہوا ہو۔ صدیقِ اکبرؓ نے نہایت عزم وہمت اور قوّتِ ایمانی کے ساتھ اس ہول ناک فتنے کا مقابلہ کیا اور چند ماہ کے اندر اندر اس کو کچل کر رکھ دیا۔ اربابِ سِیَر کا بیان ہے کہ قبیلہ عبدالقیس بھی فتنۂ ارتداد کی لپیٹ میں آگیا لیکن حضرت جارودؓ نہ صرف پورے عزم وثبات کے ساتھ اسلام پر قائم رہے بلکہ سردارِ قبیلہ ہونے کی حیثیت سے انھوں نے اپنے اہلِ قبیلہ کو ارتداد سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔ انھوں نے بحرین کے دوسرے لوگوں کو بھی اسلام پر قائم رہنے کی پُرزور تلقین کی۔ ان کی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ گم راہ ہونے سے بچ گئے۔ جن لوگوں نے ان کی آواز پر کان نہ دھرے اور مرتدین کے ساتھ مل گئے وہ نہایت عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے۔ خلیفۃ الرسولؐ نے حضرت علاء بن عبداللہ حضرمیؓ کو ایک مضبوط لشکر دے کر بحرین کی مہم پر مامور کیا تھا۔ حضرت علاءؓ نے بحرین پہنچ کر مرتدین کی ایسی سرکوبی کی کہ آئندہ وہ کبھی سر نہ اٹھا سکے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت قدامہ بن مظعونؓ بحرین کے گورنر ہو کر آئے۔ ایک دفعہ بعض رومیوں نے حضرت جارودؓ کو بتایا کہ ہم نے قدامہؓ کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ حضرت جارودؓ اپنے گورنر کی یہ لغزش گوارا نہ کر سکے اور سیدھے مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کی:

''امیرالمؤمنین قدامہ نے شراب پی ہے اس پر حدِشرعی جاری کیجیے۔''

حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت طلب کی۔ حضرت جارودؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کا نام لیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے کہا:

''میں نے خود تو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ نشہ کی حالت میں قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''صرف اتنی شہادت سے جرم ثابت نہیں ہوتا۔''

مزید تحقیقات کے لیے انھوں نے حضرت قدامہؓ کو بحرین سے طلب کیا۔ جب وہ آئے تو حضرت جارودؓ نے ان پر حد جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''تم گواہ ہو، مدعی نہیں ہو، تمھارا کام گواہی دینا تھا وہ تم دے چکے اب تم خاموش رہو۔''

اس وقت حضرت جارودؓ خاموش ہو گئے لیکن دوسرے دن پھر حضرت قدامہؓ پر حد جاری کرنے کے لیے اصرار کیا۔ شہادت ناکافی تھی اس لیے حضرت عمرؓ کو حضرت جارودؓ کا اصرار ناگوار گزرا اور فرمایا:

''جارود تم تو مدعی بنے جاتے ہو حالاں کہ شہادت صرف ایک ہے۔''

اس پر حضرت جارودؓ نے کہا: ''امیر المؤمنین میں آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہوں، حد جاری کرنے میں دیر نہ کریں۔''

اس اصرار پر حضرت عمرؓ کو کچھ شبہ ہوا اور انھوں نے فرمایا:

''جارود تم اپنی زبان پر قابو رکھو ورنہ میں سختی سے پیش آؤں گا۔''

اس تنبیہ پر حضرت جارودؓ جوش میں آ گئے اور کہا:

''امیر المؤمنین، حق یہ نہیں ہے کہ آپ کا ابنِ عم شراب پیے اور آپ اُلٹے مجھ کو سختی کی دھمکی دیں۔''

اس موقع پر حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا کہ آپ کو شک ہو تو قدامہ کی بیوی کو بلا کر پوچھ لیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت قدامہؓ کی بیوی ہندہ کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی تصدیق کی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت قدامہؓ سے فرمایا: ''قدامہ حد کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

حضرت قدامہؓ نے عرض کیا: ''امیر المؤمنین اگر بالفرض میں نے ان لوگوں کی شہادت کے مطابق شراب پی بھی، تو آپ کو مجھ پر حد جاری کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔''

حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟''

حضرت قدامہؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ (المآئدہ: ۹۳)

''جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جب کہ انھوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کیے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکوکاری کی۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''تم تاویل میں غلطی کر رہے ہو، تم کو قطعی حرام چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے تھا۔''

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت قدامہؓ پر حدِ شرعی جاری کرائی اور حضرت جارودؓ مطمئن ہو کر وطن واپس گئے۔

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ بعد حضرت جارودؓ نے بصرہ میں مستقل اقامت اختیار کر لی، وہاں سے وہ ان مجاہدین میں شامل ہو گئے جو ایران میں مصروف جہاد تھے۔ انھوں نے بہ اختلاف روایت فارس یا نہاوند کی لڑائی میں بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ انھوں نے اپنے پیچھے ایک لڑکا منذر چھوڑا۔ اسی کے نام کی نسبت سے ان کی کنیت ابو منذر تھی۔

حضرت جارودؓ اگر چہ عہدِ رسالت کے بہت آخر میں اسلام لائے تھے تاہم فضل و کمال سے تہی دامن نہ تھے۔ ان سے مروی چند احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن کو محمد بن سیرینؒ، ابوالقموسؒ، ابومسلم الجذمیؒ اور زید بن علیؒ نے روایت کیا ہے۔ صحابۂ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ان سے روایت کی ہے۔ مسندِ احمد بن حنبل میں یہ حدیث حضرت جارودؓ ہی سے مروی ہے:

''مؤمن کی گم شدہ چیز پر جس نے مالکانہ قبضہ کیا اس نے خود کو آگ میں جلایا۔''

اہلِ سیر نے حضرت جارودؓ کے اخلاص فی الدّین، حق گوئی، جرأت اور بے باکی کی بڑی تعریف کی ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ